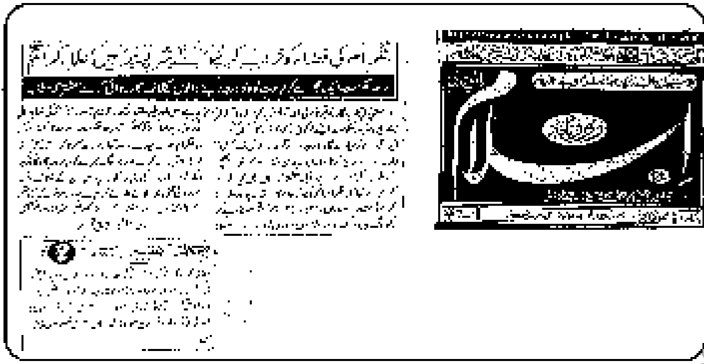
بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم

تالیف
حافظ زبیر علی زئی

مکتبۃ الحدیث



اہلِ حدیث سے دیو بندیوں کا بُغض کسی حوالے کا محتاج نہیں ہے۔مداہنت والی پالیسی رکھنے والوں کو چاہئے کہ عصرِ حاضر میں ماسٹر امین اوکاڑوی ،ابوبکر غازیپوری اور حبیب اللہ ڈیروی وغیرہم جیسے دیوبندیوں کی کتابیں دیکھیں جو کہ عام مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔کسی ایک کتاب کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں ، دیو بندیوں کے اسلاف نے اہل حدیث کے خلاف ''نظم المساجد باخراج الوھابیین من المساجد'' نامی رسالہ لکھ کر اہل حدیث کو مسجدوں میں نمازیں پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ **واللّٰہ من ورائهم محیط .**

یہ کتاب: ''نظم المساجد'' مطبوع ومتداول ہے۔

تنبیہ: اہل الحدیث سے بغض اور کتاب وسنت میں تحریفات کرنے والے اور بھی بہت سے فرقے ہیں مثلاً مسعود احمد بی ایس سی (تکفیری) کی جماعت المسلمین رجسٹرڈ، ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی برزخی (تکفیری) کی جماعت ،جدید خوارج اور موجودہ تکفیری جماعتیں وغیرہ،ان کا بھی وہی حکم ہے جو دوسری بدعتی جماعتوں کا ہے۔ان کی اقتداء میں بھی نماز جائز نہیں ہے،ان تمام گمراہ فرقوں سے برأت اور علیحدگی ضروری ہے۔

۸: ختم نبوت پر ڈاکہ

اہلِ حدیث کو مسجدوں سے نکالنے والوں کا ختم نبوت کے بارے میں عجیب وغریب عقیدہ ہے۔محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند نے لکھا ہے کہ

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (تحذیر الناس ص ۳۴)

تنبیہ: اصولِ حدیث میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ نبی ﷺ کے مبارک نام کے ساتھ پورا درود لکھنا چاہیئے، صرف اشارہ کر دینا (مثلاً ص، صلعم) صحیح نہیں ہے۔

دیکھئے مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح (ص ۲۰۸، ۲۰۹)

قاری محمد طیب دیوبندی نے لکھا ہے کہ

''تو یہاں ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے۔ نبوت مکمل ہو گئی، وہی کام دے گی قیامت تک، نہ یہ کہ منقطع ہو گئی اور، دنیا میں اندھیرا پھیل گیا'' (خطبات حکیم الاسلام ج ا ص ۳۹)

حالانکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ

((إن الرسالة و النبوة قد انقطعت)) بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی۔

(سنن الترمذی: ۲۲۷۲ وقال: صحیح غریب)

رہا یہ کہنا کہ ''اندھیرا پھیل گیا'' تو یہ طیب صاحب کی گپ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ دین اسلام کے ساتھ چاروں طرف روشنی ہی روشنی پھیل گئی ہے اور اب نہ کوئی رسول پیدا ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ والحمدللہ

اللہ کے نبی: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا قیامت سے پہلے بطورِ نشانی کے، آسمان سے نازل ہونا (دیکھئے کشف الاستار فی زوائد البزار ۱۴۲/۴ ح ۳۳۹۶ وسندہ صحیح) اس سے مستثنیٰ ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ سے پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے اور یہی عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق (شام) میں سفید منارے پر نازل ہوں گے۔

نیز دیکھئے میری کتاب ''القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح'' یاد رہے کہ کسی حدیث میں یہ بالکل نہیں آیا کہ عیسیٰ بن مریم پیدا ہوں گے۔ پیدا ہونے والی بات غیر مسلم قادیانیوں کی گپ ہے جس کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

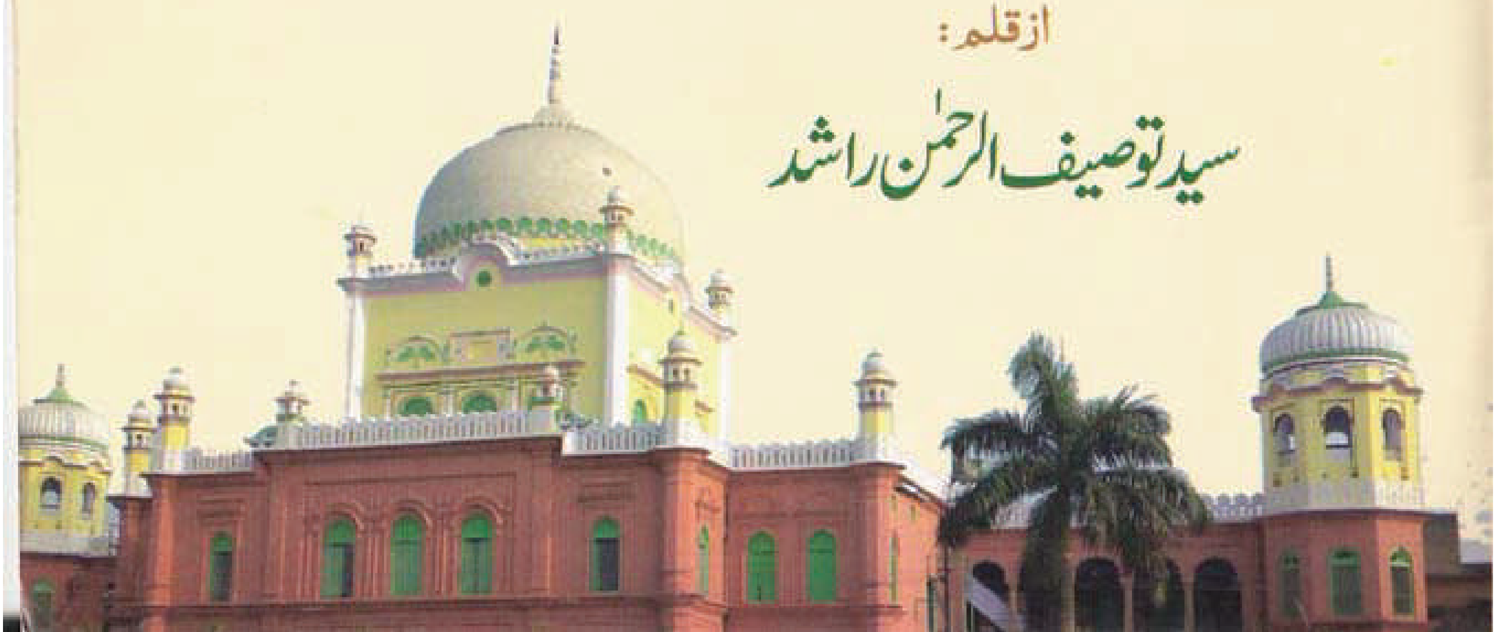


ایک فکر انگیز تحریر

کیا عُلماءِ دیوبند اہلِ سُنّت ہیں؟؟

ازقلم:

سید توصیف الرحمٰن راشد



شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب کی فنائے کلی بھی ملاحظہ فرمائیں۔

والد گرامی فرماتے تھے: ''اوقات عزیز میں سے ایک وقت فنائے کلی اور غیبت تامہ میسر ہوئی تو دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے فلاں بندے کو ڈھونڈ لاؤ۔ زمین میں تلاش کیا نہ ملا، آسمان چھان مارا نہ ملا، بہشت میں تلاش کیا نہ پایا۔ اس پر حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب کیا کہ جو مجھ میں فنا ہوا وہ نہ آسمانوں میں ملے گا، نہ زمینوں میں اور نہ ہی بہشت میں۔'' (انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی)

یقیناً صحابہ، تابعین اور ائمہ اہل سنت ایسے عقیدوں سے بری تھے۔ یہ عقائد ابن عربی اور اس کے مقلدین کے ہیں۔ ایسے ہی عقائد کی بنا پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ابن عربی کو کافر کہا، ایسے نظریات کے حاملین اہل سنت والجماعت نہیں ہو سکتے۔

مقام نبوت اور اکابرین علمائے دیوبند:

علمائے دیوبند نے یہ نظریہ پیش کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت بالذات ہے باقی تمام انبیاء کی نبوت بالعرض ہے۔ اس لیے اصل میں نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اصل سے نہیں بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہیں، بلکہ آپ کا فیض اپنی امت تک پہنچانے میں صرف ذریعہ اور واسطہ ہیں۔ جناب قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''اب سنئے وصف نبوت میں یہی تقسیم ہے، کہیں نبوت ذات ہے اور کہیں عرضی ہے۔ سو رسول اللہ ﷺ کی نبوت تو ذاتی ہے اور آپ کے سوا اور انبیاء علیہم السلام کی نبوت عرض ہے۔'' (آب حیات)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''سارے انبیاء آپ کی ذات سے فیض ہیں، مستقل بالذات نہیں ہیں۔ ان سارے انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے ان کا کوئی ذاتی کمال نہیں ہے۔'' (تحذیر الناس)

حسین احمد مدنی صاحب تحریر کرتے ہیں:

''اب اس کے مقابلے میں ہمارے حضرات (اکابر علمائے دیوبند) ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ اعتقاد کیے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم، ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں۔ غرض کہ حقیقت محمدیہ واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیان ہیں۔'' (الشہاب الثاقب)

قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند فلسفہ نانوتوی کے شارح اور عقائد علمائے دیوبند کے ترجمان تحریر کرتے ہیں:

''آپ کا اصل امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ نور نبوت میں سب انبیاء کے مربی، ان کے حق میں مصدر فیض اور ان کے انوار کمال کی اصل ہیں۔ اس لیے اصل میں نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء اصل سے نہیں بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہیں۔ پس آپ ان سب حضرات انبیاء کے حق میں مربی اور اصل نور ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو نبی امت ہی نہیں بلکہ نبی الانبیاء بھی فرمایا ہے...... حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا افراد آپ کے سامنے آیا نبی ہوگیا۔''

(آفتاب نبوت از قاری طیب)

صحابہ، تابعین اور ائمہ اہل سنت کے ہاں نبوت بالذات نبوت بالعرض اور حقیقت محمدیہ جیسی اصطلاحات موجود نہیں ہیں بلکہ یہ ابن عربی کے نظریات ہیں۔ سوچیے! ابن عربی کی پیروی میں مقام نبوت کو تبدیل کرنے کے باوجود کیا یہ علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت کہلوا سکتے ہیں؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نبوت ذاتی کے قائل ہونے کی بنا پر خاتم النبیین کا مفہوم بھی تبدیل کر دیا گیا۔ قاری

طیب صاحب لکھتے ہیں:

’’نور نبوت آپ ہی سے اور آپ ہی پر لوٹ کر ختم ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے کہ اسی سے اس کے وصف خاص کی ابتدا بھی ہوتی ہے اور اسی پر انتہا بھی ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہم آپ کو وصف نبوت کے لحاظ سے صرف نبی ہی نہیں کہیں گے بلکہ خاتم النبیین کہیں گے کہ آپ ہی پر تمام انوار نبوت کی انتہا ہے، جس سے آپ منتہائے نبوت ہیں۔ آپ ہی سے نبوت چلتی ہے اور آخر کار آپ پر ہی عود کر آتی ہے۔‘‘ (آفتاب نبوت از قاری طیب)

قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

’’غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ سے خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔‘‘ (تحذیر الناس)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

’’اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔‘‘ (تحذیر الناس)

المہند جو علمائے دیوبند کے عقائد میں مشہور کتاب ہے اور ایسی مستند ہے کہ اس پر اکابر علمائے دیوبند کی تصدیقات بھی درج ہیں۔ اس میں ختم نبوت کے بارے میں اکابر علمائے دیوبند کا عقیدہ یوں درج ہے؛ مولانا نانوتوی نے اپنی دقت نظر سے اپنے رسالہ ’’تحذیر الناس‘‘ میں ختم نبوت کی اس طرح تشریح فرمائی:

’’خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت دو نوع داخل ہیں۔‘‘

۱: ایک خاتمیت باعتبار زمانہ کے کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام نبیوں کی نبوت کے زمانہ سے موخر ہے۔ آپ بحیثیت زمانہ سب کی نبوت کے خاتم ہیں۔

۲: دوسری خاتمیت بطور ذات، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی نبوت ایسی ہے جس پر تمام

نبیوں کی نبوت ختم ہوتی ہے۔ جس طرح آپ زمانہ کے اعتبار سے خاتم النبیین ہیں اسی طرح نبوت بالذات کے طور پر بھی خاتم النبیین ہیں، کیونکہ جو چیز بالغرض ہوتی ہے وہ بالذات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے آگے سلسلہ نہیں چل سکتا۔ آپ کی نبوت بالذات ہے اور باقی تمام انبیاء کی نبوت بالعرض۔ اسی لیے سارے نبیوں کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطے سے ہے۔

اس دقیق مضمون میں جس طرح جلالت وعظمت نبوی کا بیان ہے یہ مولانا نانا توی کا مکاشفہ ہے۔ یہ وہی تحقیق ہے جس طرح ہمارے محققین شیخ عبدالقدوس گنگوہی، شیخ اکبر ابن عربی اور علامہ تقی سبکی نے تحقیق فرمائی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ تحقیق ایسی ہے کہ بہت سے علمائے متقدمین بھی اس کا ادراک نہ کر سکے۔ (المہند بہ عقائد علمائے دیوبند)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان عقائد کا ماخذ صحابہ اور آئمہ اہل سنت نہیں، بلکہ ابن عربی اور اس کے مقلدین ہیں۔ ایسے عقائد رکھنے والے علمائے دیوبند کو اہل سنت کیسے مانا جا سکتا ہے؟

اگر ہر نبی نے آپ ﷺ سے فیض لے کر اپنی امتوں تک پہنچایا تو قرآن حکیم کی اس آیت کا کیا مطلب ہے۔

﴿وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ﴾ (النساء: ۱۶۴)

’’اور ایسے رسول ہیں جن کا حال ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔‘‘

جب آپ بعض رسولوں کے حالات سے ناواقف تھے تو پھر آپ کی نبوت بالذات کیسے ہوئی اور انہوں نے آپ سے فیض کیسے پایا؟

اگر آپ کو آدم علیہ السلام سے پہلے نبوت مل گئی تھی تو قرآن عظیم کے نزول سے پہلے آپ ایمان کی تفصیلات سے ناواقف کیوں تھے؟

﴿وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْإِيمَانُ﴾ (الشوریٰ: ۵۲)

’’اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف وحی کی۔ اس سے قبل آپ کو خبر نہ تھی کہ

کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے۔"

یاد رکھیے! نبوت بالذات، نبوت بالعرض، حقیقت محمدیہ اور وحدۃ الوجود جیسے عقائد صحابہ اور ائمہ اہل سنت کے اندر موجود نہ تھے۔ یہ عقائد عجمی سازش کے تحت اسلام میں داخل کر دیے گئے ہیں۔ ان نظریات کے حاملین "علمائے دیو بند" اہل سنت نہیں ہو سکتے۔

حیات النبی ﷺ:

حیات الانبیاء کے موضوع پر قاسم نانوتوی صاحب کی "آب حیات" مشہور کتاب ہے۔ لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ کی حیات ذاتی اور مومنین کی حیات عرضی ہے۔ موت کے وقت رسول کی حیات ختم نہ ہوگی بلکہ چھپ جائے گی جیسے چراغ کے اوپر ہانڈی رکھ دی جائے، جبکہ مومنین کی حیات عرضی ہے وہ زائل ہو جائے گی جسے چراغ کو بجھا دیا جائے۔

اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ وجہ اس فرق کی وہی تفاوت حیات ہے۔ یعنی حیات نبوی بوجہ ذاتیت قابل زوال نہیں اور حیات مومنین بوجہ عرضیت کے قابل زوال ہے۔ اس لیے موت کے وقت حیات نبوی زائل نہ ہوگی، ہاں مستور ہو جائے گی اور حیات مومنین ساری یا آدھی زائل ہو جائے گی۔ سو درصورت تقابل عدم وملکہ اس استتار حیات میں آپ کی ذات کو تو مثل آفتاب سمجھیے کہ وقت کسوف اوٹ میں حسب مزعوم ہو حکما اس کا نور مستور ہو جاتا ہے زائل نہیں ہوتا یا مثل شمع خیال فرمائیے کہ جب اس کو کسی ہانڈی یا مٹکے میں رکھ کر اوپر سے سرپوش رکھ دیجیے تو اس کا نور بالبداہت مستور ہو جاتا ہے، زائل نہیں ہوتا اور دوبار زوال حیات مومنین کو مثل قمر خیال فرمائیے کہ وقت خسوف اس کا نور زائل ہو جاتا ہے یا مثل چراغ سمجھیے کہ گل ہونے کے بعد اس میں نور بالکل نہیں رکھتا۔ (آب حیات) ایک اور جگہ لکھتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کے اموال میں میراث کا جاری نہ ہونا اور دوسروں کے اموال میں جاری ہونا اس پر شاہد کہ ارواح انبیاء علیہم السلام کا ان کے بدن سے اخراج نہیں ہوتا۔ مثل نور چراغ اطراف وجوانب سے سمیٹ لیتے ہیں۔ ان کے سواء دوسروں کی ارواح کو ان کے بدن سے خارج کر دیتے ہیں۔

اس لیے سماع انبیاء علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے اور اسی لیے ان کی زیارت

وفات کے بعد بھی ایسی جیسے زندگی میں زندہ کی زیارت ہوا کرتی ہے۔ (جمال قاسمی)

یہ حیات النبی کا عقیدہ علمائے دیو بند کے عقائد میں داخل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"آپ اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ آپ کی یہ حیات دنیا جیسی ہے، برزخی نہیں ہے۔"

(المہند فی عقائد علمائے دیو بند)

اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ قاری محمد طیب صاحب جو ہمارے اکابر میں سے ہیں محمد قاسم نانوتوی کے علوم ومعارف کے بہترین مشارح ہیں، اس مسئلہ پر تحریر فرماتے ہیں:

"حضور کی حیات برزخی ہے مگر اس قدر قوی ہے کہ بلحاظ آثار وہ دنیوی ہی ہے ...... یہی وجہ ہے کہ بعد وفات حضور کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی۔ جنازہ میں کلام فرمایا اور قبر میں کلام فرمایا جس کو بعض صحابہ نے سنا: یہ تو وفات کے بعد فوری بات تھی کہ روح نے جسم کو کلیۃً نہیں چھوڑا لیکن بعد میں تاحشر تک روح کا وہی تعلق بدن سے قائم رہے گا جیسا کہ بعض احادیث سے اجساد انبیاء پر مٹی کا حرام ہونا ثابت ہے۔ اگر ان ابدان میں کوئی روح نہیں ہے تو انہیں گل جانا چاہیے پھر حیات کا اثر عالم برزخ میں ہے۔ عالم دنیا میں یہ ہے کہ ان کے اموال میں میراث جاری نہیں ہوتی۔ نہ صرف عظمت انبیاء کی وجہ سے بلکہ حقیقتاً حیات کی وجہ سے کہ وہ بیوہ ہی نہیں ہیں۔ پس انبیاء کی یہ برزخی حیات جسمانی واز قبیل دنیوی ہی ہے کہ اجساد میں حس وحرکت بھی ہے۔ تصرف میں عبادت بھی ہے، کلام بھی ہے۔ امت کی طرف توجہ بھی ہے۔ تصرف بھی ہے، بقاء اجسام بھی ہے اور حیات اجسام بھی ہے۔ ان کی آواز ان کانوں میں نہیں آتی اور کلام ان جیسے کانوں میں نہیں پڑتا۔ نیز توجہ الی الامت اور رخ کا پھیرنا ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا۔ سو اس میں ہماری کمزوری اور ضعف کا دخل ہے نہ کہ ان کے آثار موجود نہ ہونے یا قابل وجود نہ ہونے کا۔"

(حیات النبی از اخلاق حسین قاسمی، ص:۱۳)